Tauseeq, Volume. 4, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v4i1.72

Received: 06-04-2023
Accepted: 27-05-2023
Published: 30-06-2023

اُردو حمد میں ہیئتی تنوع

Structural Diversity in Urdu Hamd

رضوانہ عنایت*
ڈاکٹر رخسانہ بی بی**

Abstract:

Hamd" is an Arabic word which means praise to be God. It is a form of poetry, which in turn is attributed to the praise of Allah. In classical poetry, there are many forms in terms of the structure of the poem. The use of different stanzas for writing "Hamd" is also a feature of Urdu poetry. A critical review has been made which were used by various poets while writing "Hamd". This paper has been explained with arguments that the paraphrase of the "Hamd" is not only focused on one entity but consists of several technical aspects.

Keywords: Hamd. classical poetry. structure . Critical review. Technical aspects.

خالق عظیم نے اس کائنات کو تخلیق کیا اور اس دنیا کو جنگلوں ، پہاڑوں، دریاؤں ، سمندروں ، کہکشاؤں سے سجا دیا اور ان شیاء کے درمیان انسان کو اتارا اور اسے عقل کی نعمت سے سر فراز کیا کہ وہ اس کائنات کی تخلیق پر غوروفکر کرے اور اس کے بنانے والے کی قدرت قوت اور بے اندازہ اختیارات کو جان سکے اور اس کی تعریف میں رطب اللسان رہے اور خدا کی یہی تعریف حمد کہلاتی ہے ۔

* پی ایچ ڈی،سکالر،شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج وومن یونیورسٹی ، فیصل آباد
** اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ اُردو گورنمنٹ کالج وومن یونیورسٹی، فیصل آباد۔rukhsanabaloch@gcwuf.edu.pk

رفیع الدین ہاشمی اصناف ادب میں لکھتے ہیں:

"حمد کے معنی اہلل تعال ٰیٰ کی تعریف کے ہیں ۔اصطالح میں
حمد وہ نظم ہوتی ہے جس میں باری تعال ٰیٰ کی صفات اور
عظمت و قدرت کا بیان ہوتا ہے اور اس کی ہمہ پہلو تعریف
کی جاتی ہے ۔ حمد کا موضوع اتنا ہی وسیع اور متنوع ہے
جس قدر خدا اور اس کی کائنات گویا اس کی وسعت کی
کوئی انتہا نہیں ۔ ")1(

حمد عربی زبان کا لفظ ہے ۔ حمد اپنے معنی میں وسیع ہے اور صرف رب کائنات کے لیئے ہے کسی مخلوق کی تعریف و توصیف کوحمد کا نام نہیں دیا جا سکتا ۔کوئی مادی و عناصری پیکر حمد کے دائرہ کار میں نہیں آتا ۔ حمد ثنائے جمیل ہے اس ذات محمود کی جو خالق سماوات واالرض ہے جس کی کار فرمائی کے ہر گوشے میں رحمت و فیضان کا ظہور اور حسن و کمال کا نور ہے ۔اس خدائے واحد کی خوبی و کمال اور اس کی بخشش و فیضان کے اعتراف میں جو بھی تمہیدی و تمجیدی نغمے گائے جائیں گے ان سب کا شمار حمد میں ہوگا ۔ حمد اس کی بیان کی جاتی ہے جس میں خوبی ہو، کمال ہو ، حسن ہو، جمال ہو ۔ نقص اور عیب کوئی نہ ہو ۔ فطرت کائنات کے مشاہدہ و مطالعہ پر انسان محوحیرت کیوں ہوتا ہے اس لیے کہ اسے کہیں کوئی نقص و عیب نظر نہیں آتا ۔ سورۃ ملک میں ارشاد ہے :

" مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِن تَفَاوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ)٣(ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ")الملک آیت۴.۳(

ترجمہ" تو اہلل کی تخلیق میں کوئی فرق نہ دیکھے گا پھر
دوبارہ نگاہ لوٹا کر)دیکھ(کیا تو کوئی شگاف دیکھتا ہے ، پھر دوبارہ نگاہ
لوٹا کر دیکھ وہ تیری طرف خوار ہو کر
تھکی ماندہ لوٹ آئے گی ۔"

کائنات کے ذرے ذرے کا مکمل بے عیب اور وسعتوں میں پھیلے ہوئے ہونا انسان پر حیرت طاری کر دیتا ہے ۔ حیرت کا یہی وہ مقام ہے جہاں تخلیق کے راز کھلتے ہیں ا۔س حیرت کا راز فاتحہ کاپہال بول "الحمد ہلل" حل کر دیتا ہے کہ بڑائی اس کے لیے ، مدح و ثنا صرف اس کے لیے ہے ۔ جو "ہللا" ہے ، جو ہے ہی حمد کےقابل ۔ سورۃ فاتحہ کے پہلے بول "الحمد ِہلل" نے ہی تمام تر فطرت ہستی کو سمیٹ لیا ہے تو آیات کے باقی بول اپنے اندر معانی و مفاہیم کی کیا وسعت رکھتے ہوں گے ۔ کائنات کی ہر شے خواہ وہ جاندار ہو یا بے جان خالق حقیقی کی ثنا ء خوانی میں مصروف ہے ۔ قرآن کریم میں بیان ہے :

" یُ سَ. بِّحُ لِلہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ")جمعہ آیت:۱(

ترجمہ" تسبیح کر رہی ہے اہلل کی ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے ۔"

ابتدائے آفرینش سے اہلل کی ہر مخلوق اپنے رب کی حمد اور پاکیزگی بیا ن کر رہی ہے اور کرتی رہے گی ۔ سورۃ الکھف میں ارشاد ہے :

"قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ")الکہف آیت:۱۰۹(

ترجمہ"اے نبی کہہ دیجئے اگر میرے رب کی صفات لکھنے کے لیئے سمندر سیاہی بن جائیں تو بھی میرے ر ب کی صفات ختم نہ ہو ں ۔ بلکہ سمندر ختم ہو جائیں ۔اگرچہ اتنے ہی سمندر اشامل ہوں ۔"

سورۃ لقمان میں ارشاد ہے :

" وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ")لقمان آیت:۲۷(

ترجمہ:"اگر روئے زمین کے تمام درختوں کے قلم بن جائیں اور اہلل کی صفات لکھی جائے تو صفات ختم نہ ہوں ۔"

الحمد کا ذکر قرآن پاک میں کم و بیش ۳۸بار آیا ہے ۔ اس سے حمد کی وسعتوں کا پتہ چلتا ہے ۔ قرآن پاک میں اہلل تعالیٰ کی رحمتوں اور رفعتوں کے ذکر کے ساتھ جہاں بھی تعریف کی ضرورت محسوس ہوئی حمد کی آیات نازل ہوئیں، ال مکاں کی ال محدود ذات اگرچہ کسی تعریف کی محتاج نہیں ، پھر بھی قدرت کے تمام مظاہرات اس ذات وحدہ ال شریک کی حمد بیان کرتے ہیں ۔ اس حسن و الیزاں نے اظہار ذات کے طور پر اپنی صفات کا عکس کائنات کے ذرے ذرے میں رکھ دیا ہے جن و ملک بھی اس سے بے اعتناو بے نیازنہیں ۔ چرند ، پرند ، درند اپنی اپنی مخصوص بولیوں اور آوازوں میں نہایت جذب آفریں حمد و ثنا پیش کر رہے ہوتے ہیں ۔ پوری کائنات اہلل تعالیٰ کا صحیفہ ہے ۔ بقول شیخ سعدی:

"ہر برگ سبز معرفت کردگار کا ایک دفتر ہے ۔" نجم و شجر سر بہ خم ہو رہے ہوتے ہیں غرض ہر شے اس کی تسبیح و تحمید میں مشغول نظر آتی ہے اور اپنی حیات کا ثبوت پیش کر رہی ہوتی ہیں ۔اس حقیقت

کو اردو کے ایک نامور شاعر عالمہ ثاقب کا نپوری نے کس عشقیہ اور پاکیزہ لہجے میں بیان کیا ہے ۔

ہر منظر رنگین میں تجھے پایا ہے میں
نے
کھاتا ہوں قسم دل کسی شام و سحر کی

پھولوں کی مہک ہو یا بجلی کی کڑک ، دریا کی روانی ہو یا صحرا کی بچھی ہوئی چادر ، ذروں کی چمک ہو یا پہاڑں کا غرور ، دھوپ کی تپش ہو یا شجر سایہ دار ، چڑیوں کی چہکار ہو یا موسموں کی للکار ،الغرض کن کی تفسیر میں آنے والے ہر شے اپنے رب کی حمد بیان کرتی ہے ۔ بقول اقبال: سب حمد

تجھے ہی زیبا ہے تو رب ہے
سارے جہانوں کا
سب سورج چاند ستاروں کا سب جانوں کا ہے
جانوں کا

ہللا رب العزت کی تخلیقات کا شمار نا ممکن ہے ۔اب جو بھی تخلیق ہماری نظر سے گزرتی ہے اسے دیکھ کر سبحان ہللا کہہ دینا بھی حمد ہے ۔ جس کا مقصد اس شاہکار کے خالق کی عظمت و برتر ی کا اعتراف کرنا ہوتا ہے ۔

ابو العجاز حفیظ صدیقی لکھتے ہیں :

"رب جلیل کی الوہیت اور ربوبیت کا اظہار توحید کا اقرار اس کی صفات ، جالل و جمال ، اور قدرت کاملہ کا بیان اور اس کے الطاف و عنایات کا تذکرہ حمد کے عام مضامین ہیں۔ شاعر کا اظہار عبودیت ،اعتراف معاصی اور طلب مغفرت جیسے مضامین بھی اصوالً حمدکے دائرے میں داخل ہیں ۔ "(۲)

ہللا تعال ٰی کی تعریف و ثنا کوئی نئی چیز نہیں اس کی ابتدا ء تخلیق کائنات کے آغاز سے ہوئی حمد گوئی اور حمد خوانی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا اس کائنات کا عدم سے وجود میں آنا ۔اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حمد کا لفظ کہاں سے شروع ہوا ۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریر ہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرمﷺنے ارشاد فر مایا : کہ اہلل تعال ٰی نے مٹی سے حضورت آدم علیہ السالم کا پتال بنایا اور ان کی صورت بنائی، پھر اس کو چھوڑ دیا حت ٰی کہ وہ پتال خشک ہو کر کھنکھناتی ہوئی مٹی کی طرح ہو گیا ۔

"خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ" (رحمٰن آیت:۱۴)
ترجمہ:"یعنی انسان کو ٹھیکری کی طرح کھنکھاتی مٹی سے بنا دیا ۔"

پھر ذات باری تعالیٰ نے اس پتلے میں اپنی پسندیدہ روح پھونکی جس کا اثر سب سے پہلے ان کی آنکھوں اور نتھنوں میں ظاہر ہوا ۔ان کو چھینک آئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو الحمد للہ کہنے کا القا فر مایا ۔انھوں نے الحمد للہ کہا، اس طرح ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام نے عدم سے وجود میں آنے کے بعد حمد کا پہلا کلمہ اپنی زبان سے ادا کیا ۔"وہ الحمد للہ" تھا ۔ یہی وہ کلمہ ہے جو سب سے پہلے انسان اول کے قلب پر ذات حق تعالیٰ کی جانب سے اتارا گیا ۔ یہ سنت آج تک جاری ہے ۔ اور ہر مسلمان کو چھینک آنے پر آلحمد لِلہ کہنے کا حکم ہے۔[۳]

اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نہ کوئی ابتدا ہے ، نہ انتہا اور حمد اللہ تعالیٰ کی وحدت صفات اور احسانات کے تزکار کا ایک سلسلہ ہے ۔اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا معبود قرار دینا اور پھر کائنات میں صرف اسی کو موجود تصور کرنا کہ وہ وہی کل کائنات کا معبود ہے جس کو ہم اللہ کہتے ہیں ،اُسی کے آگے سر جھکاتے ہیں،اسی کا نام جپتے ہیں ،اُسی کا ہمارے دلوں پر تسلط ہے ۔ ڈاکٹر سید یحیٰ نشیط لکھتے ہیں :

"اللہ کی ذات محیط مطلق کائنات ہے ذ رّے ذ رّے میں اس کا ظہور اور آفتاب و ماہتاب میں بھی اس کا نور جلوہ گر ہے ۔"[۴]

حمد ازل سے لکھی جا رہی ہے اور ابد تک لکھی جائے گی ۔ کوئی شعری مجموعہ چھپتا تو اس میں ایک حمد اور ایک دو نعتیں ہوتیں ، باقی دوسرے موضوعات پر کلام ہوتا لیکن شاعر ہو یا نثر نگار حمد باری تعالیٰ کو اپنی تخلیق کا نقطہ آغاز اور اس عمل کو وہ اپنا فرض اولین خیال کرتے ہیں ۔ اردو زبان میں بھی جب سے شاعری کا آغاز ہوا تبھی سے حمد لکھی گئی۔اور حمدیہ اظہار میں مسلمانوں کے شعر وادب کا ایک دقیع سر مایہ موجود ہے اور گزرتے ہوئے ہر لمحے کے ساتھ اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اگرچہ اس کے اظہار کے لیئے مختلف شعراء نے مختلف انداز اختیار کیئے ہیں ۔ تا ہم حمدیہ کلام مشرقی اصناف (غزل، نظم ، قطعہ ، مستزاد، مثنوی ، رباعی ، ماہیا ، دوہے ، مثلث تا معشر) اور مغربی اصناف (سانیٹ ، ہائیکو) وغیرہ میں موجود ہے ۔ اور مختلف شعراء نے شاعری کی ان مختلف اصناف میں حمد لکھ کر خدائے رب ذوالجلال سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے ۔

نظم

نظم شعری اظہار کے اس پیکر یا ڈھانچے کو کہتے ہیں جس میں شاعر کسی خیال یا فکر کو بحر کی پابندی کے ساتھ اپنے اظہار کا وسیلہ بناتا ہے نظم میں خیال کا تسلسل ہوتا ہے۔اور پھر وہ خیال ایک مضبوط فکر کے طو رپر نظم کے اختتام پر اس طرح واضح ہو تاہے کہ پڑھنے واال اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ بیان کے لحاظ سے نظم کو نثر پر فوقیت حاصل ہے۔

ڈاکٹر وزیر آغا نظم کے بارے میں لکھتے ہیں:

"نظم کے پیکر کی خصوصیات اس کی اکائی ہوتی ہے اور نظم کا ہر مصرع اپنی مجرد حیثیت سے محروم محض ایک مرکزی خیال کی تعمیر میں صرف ہوتا ہے"(۵)

اُردو شعرا نے حمد کے عنوان سے بہت سی نظمیں لکھیں جن میں سے ایک پیش خدمت ہے۔

مولوی محمد اسمعیل میرٹھی

تعریف اس خدا کی جس نے جہاں بنایا
کیسی زمین بنائی، کیا آسماں بنایا
پیروں تلے بچھایا کیا خوب فرش خاکی
اور سر پہ الجوردی اک سائباں بنایا
مٹی سے بیل بوٹے کیا خوش نما اگائے
پہنا کے سبز خلقت ان کو جواں بنایا
سورج سے ہم نے پانی گرمی بھی روشنی بھی
کیا خوب چشمہ تو نے اسے مہرباں بنایا
یہ پیاری پیاری چڑیاں پھرتی ہیں جو چہکتی
قدرت نے تیری ان کو تسبیح

خوا ں بنایا
آب رواں کے اندر مچھلی بنائی
تو نے
مچھلی کے تیرنے کو آب رواں
بنایا

غزل

غزل عربی زبان کا لفظ ہے لیکن شاعری کی ایک مخصوص صنف کی حیثیت سے غزل عرب کی پیدا وار نہیں یہ جن لس گر اں ایران میں پیدا ہوئی۔ وہیں اس کا باز ار گرم ہو ا اور وہیں سے ہندوستان آخر اردو میں رواج پایا۔

غزل وہ صنف شعر ہے جس کے ہرشعبہ میں ایک مکمل مفہوم ادا ہوتا ہے۔ یہ صنف ہر دور میں مقبول رہی ہے اور ا یہ ا ن تا ثرا ت کیفیات اور جذبات کی آئینہ دا ر ہوتی ہے۔ جس کا برا لہ را ست تعلق لڑکی دھڑکنوں سے ہوتا ہے بلکہ غزل مہذب جذبےاور خیال کے بنیادی تاثر کی سب سے ارتقاء پذیر شکل کا نام ہے۔

فراق گورکھ پوری کے خیال میں:

" غزل انتہاؤں کا ایک سلسلہ ہے یعنی حیا ت و کائنات کے وہ مرکزی حقائق جو انسانی زندگی کو زیادہ سے زیادہ متاثر کرتے ہیں۔ تاثرا ت کی انہی انتہاؤں یا منتہاؤں کا مترنم خیاالت و محسوسات بن جانا اور مناسب ترین یا موزوں ترین الفاظ و انداز بیان میں ان کا صورت پکڑ لینا اسی کا نام غزل ہے"۔(۶)

غزل مخصوص عناصر ترکیبی پر مشتمل ایک مخصوص ہیئت رکھتی ہے ۔ جس میں سوز و گداز ، عشق و عاشقی اور درد و کسک کےمضامین ادا کیے جاتے ہیں۔ غزل عام طور پر پانچ سے ستائیس اشعار تک ہوتی ہے۔اور سارے اشعار ہم قافیہ وہم ردیف ہوتے ہیں ایک غزل میں ایک ہی بحر استعمال ہوتی ہے ، غزل میں ہمارے یہاں شروع ہی سے ہر طرح کامضمون بیان ہوتا رہا ہے۔ غزل کے مضامین ال محدود ہیں۔اس صنف میں تقریباًہرشاعر نے حمد کو بیان کیاہے۔

میر تقی میر:

تھا مستعار ُحسن سے اس کے جو
نور تھا
خورشید میں بھی اسی کا ذرہ ظہور

تھا

ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبورتھا پیدا
ہر ایک نالے سے شور نشورتھا
پہنچا جو آپ کو تو میں پہنچا خدا کے تئیں
معلوم اب ہوا کہ بہت میں بھی تھا دور
آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ اے کلیم
یک شعلہ برق خرمن صد کوہ طور تھا

قطعہ

قطعہ کے لغوی معنی ہے"ٹکڑا"،"جزو"اصطالح میں اس نظم کو کہتے ہیں جس میں کوئی خیال یا واقعہ مسلسل بیان کیا گیا ہو ضروری نہیں ہے کہ غزل اور قصیدے کی طرح قطع کا پہال شعر مطلع ہو۔ قطعہ میں دو یا دو سے زیادہ اشعار ہوسکتے ہیں بلکہ قطعہ میں اشعار کی تعداد مقرر نہیں ہے۔

نور اللغات میں قطعہ کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

"دو بیتوں یا اس سے زیادہ کو جو مضمون کے اعتبار سے ایک دوسرے کے متعلق ہوں قطعہ کہتے ہیں۔ قطعہ دو شعر سے کم نہیں ہوتا۔اور زیادہ کی کوئی حد معین نہیں قطعہ میں مطلع نہیں ہوتا۔ مطلع اور اخیر مصرع ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ قطعہ کے پہلے مصرعے میں قافیہ النا معیوب ہے۔ قطعہ اس واسطےکہتے ہیں کہ وہ غزل یا قصیدہ کا ٹکڑا ہوتا ہے اگر مطلع دور کر دیاجائے۔"(۷)

اُردو شاعری میں قطعہ بہت مقبول صنف شاعری ہے۔اُردو قطعات صرف موضوع اور مواد کے اعتبار سے ہی نہیں بلکہ فنی خوبیوں اور اسلوب کی سادگی کی وجہ سے بھی الئق مطالعہ ہیں۔ مختلف شعراء نے حمدیہ قطعات بھی لکھے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

حافظ کرناٹکی

بے عیب و بے نیاز ہے برتر چلتی ہے تیرے حکم کی قوت

ہے تیری ذات دل سے کائنات
دے کے تونے دل کو دھڑکنا سکھا دیا تیرے ہی دست فیض سے ہم کو ملی حیات

ہاتھ محفوظ ہیں ہاتھوں میں قلم ہے اہلل سب رشتے ہیں نچھاور ترے اک رشتے پر جس کا تو ہے اسے کس بات کا غم
یہ تیرے شان کریمی کا کرم ہے اہلل ہے اہلل

مستزاد

مستزاد کے معنی ہیں زیادہ کیا گیا ۔اصطالح میں اس غزل یا رباعی کو کہتے ہیں جس کے مصرعوں پر ایک ایک موزوں فقرہ بڑھا دیا جائے ۔ جو فقرہ بڑھا دیا جاتا ہے اس کےلیے شرط ہے کہ وہ جس مصرعے پر بڑھایا جائے اسی کے وزن میں ہو۔

ابوالثر حفیظ صدیقی مستزاد کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مستزاد ہیت کے اعتبار سے اردو اور فارسی شاعری کی ایک صنف ہے صورت اس کی یہ ہے کہ غزل یا مسمط یا رباعی کے ہر مصرع کے آخر میں ایک ٹکڑا اس مخصوص وزن کی مناسبت سے اضافہ کر دیا جاتا ہے۔")8(

خواجہ میر درد کی رباعی مستزاد جس میں حمد بیان کی گئی ہے۔ درج ذیل ہے:

اے درد شب قدر ہے ہر زلف سیاہ گر دل سے ہو راہ
ہر خط میں لکھی ہوئی ہیں آیات الہ ٹک کر تو نگاہ
جوں آئینہ حیران ہوں میں سرتاپا ہے عشق گواہ ہلاالہلل
آتا ہے نظر حسن میں جلوہ کیا کیا

مثنوی

ڈاکٹرگیان چند کے بقول:

"اصناف شعر میں مثنوی کا دامن سب سے زیادہ وسیع ہے۔
یہ اپنے عصر کی ذہنی اور سماجی زندگی کے تاثرات کا
مخزن ہوتی ہے۔"(۹)

مثنوی اس طویل نظم کو کہتے ہیں۔ جس میں کوئی واقعہ یا کوئی قصہ تسلسل کے ساتھ بیان کیا گیا ہو۔ مثنوی ایک بیانیہ صنف ہے اس میں خیال مربوط رہتا ہے ۔ بات سے بات نکلتی ہے اور قصہ بتدریج آگے بڑھتا ہے۔ موالنا الطاف حسین حالی نے اس صنف کو سب سے زیادہ کارگر بتایا ہے۔اوراس پر اظہار افسوس کیاہے کہ اردو شاعری میں مثنوی پراتنی توجہ نہیں دی گئی۔ جتنی توجہ کی یہ مستحق تھی۔

مثنوی میں پندو نصائح، اخالق و کردار، فلسفہ و افکار ہر چیز کے لیے بھر پور گنجائش ہے۔ ہر شاعر نے مثنوی کے آغاز میں حمدیہ اشعار بیان کیے ہیں۔

کروں پہلے تو حید یزداں رقم
جھکا جس کے سجدے میں اول قلم
سر لوح پہ رکھ بیاض جبیں
کہادوسرا کوئی کوئی تجھ سا نہیں
قلم سے شہادت کی انگلی اٹھا ہوا
حرف زن یوں کہ رب العال نہ ہے
کوئی تیرا نہ ہوگا شریک
تری ذات ہے وحدہُ ال شریک

رباعی

رباعی اصناف شاعری میں بڑی عجیب دلکش اور نرالی صنف جو فارسی ارو وزبانوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ رباعی چار مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

حافظ محمود شیرانی لکھتے ہیں:

"رباعی کی ابتدا فارسی سے ہوئی نہ کہ عربی سے اس
لیے اس کا نام رکھنے میں عربی خوانوں نےچہار بیتی کی
تقلید کی "(۱۰)

مختصر ہونے کے باوجود اس میں دلکشی اور جاذبیت پائی جاتی ہے رباعی میں خیال کے خوبصورت اظہار کےلیے ضروری ہے کہ اس میں چاروں مصرعے

زنجیر کی کڑیوں کی طرح باہم مربوط ہوں۔ رباعی کے شاعرانہ حسن کےلیے پہلے فقروں میں ایسی سادہ اور لطیف فضا تیار کرتے ہیں جن سے سامع اکثر بے خبر رہتا ہے لیکن یہی سادہ اور پرکار فضا جب چوتھے مصرعےمیں ڈرامائی انداز میں سامنے آتی ہے تو بڑی متحیراورپراثر بن جاتی ہے۔ بہت سے شعرا نے حمدیہ رباعیاں لکھی ہیں۔ مثالاً میرا نیس:

گلشن میں صبا کو جستجو تیری ہے بلبل کی زباں پہ گفتگو تیری ہے
ہر رنگ میں جلوہ ہے تیری صورت کا جن پھول کو سونگھتا ہوں بوتیری ہے

موالنا الطاف حسین حالی:

کانٹا ہے ہر اک جگر میں اٹکا تیرا حلقہ ہے ہر اک گوشہ میں لٹکا تیرا
مانا نہیں جس نے تجھ کو جانا ہے ضرور بھٹکے ہوئے دل میں بھی ہے کھٹکا تیرا

ماہیا

ماہیا سر زمین پنجاب کا عوامی گیت ہے اس میں عوام کے جذبات احساسات اور خواہشات کا خوبصورت اور براہ راست اظہار ملتا ہے۔ عوام نے اپنی امنگوں، آرزوؤں اور دعاؤں کو اس شاعری کے ذریعے سینہ بہ سینہ آگے بڑھایا۔ اور زندہ رکھا ۔اس لیے یہ عوامی گیت اپنی ظاہری صوت میں انفرادی ہونے کے باوجود اپنی سو سائٹی کی ترجمانی کرتا ہے ۔ چراغ حسن حسرت نے ۱۹۳۷ء میں پنجابی ماہیے کے حسن سے متاثر ہو کر اردو میں چند ماہیے کہے لیکن اس میں انہوں نے وزن کی نزاکت کا خیال نہیں رکھا۔

ریاض احمد لکھتے ہیں:

" ماہیا پنجابی زبان کی ایک مقبول دھن ہے۔ا س کے بول عوامی فنکاروں کے ترتیب دیے ہوتے ہیں۔ جن سے مقصداً کسی عروضی وزن کی پابندی کا تقاضا ظاہر ہے کہ بے سود ہے۔ تاہم ان بولوں کے آہنگ میں عروضی وزن کی تالش کچھ اتنا بے معنی عمل بھی نظر نہیں آتا۔")۱۱(

بہت سے شعراء نے زندگی کے معاملات بیان کرنے کےساتھ ساتھ حمد نعت منقبت پر بھی ماہیے لکھے ہیں۔

نذیر فتح پوری

ہے سارا کمال اس
کا
ایسا جمال وہ ہر
شے میں
جالل اس کا

امین خیال

سب جگ کا تو پالک
ہے
ہر شے پر قادر
ہر شے کا تو مالک ہے

عاصی
کشمیری

تعریف سدا تیری رہتی
ہے ہونٹوں پر
سب حمدو ثنا
تیری

دوہا

یہ عروضی صنف ہے جو ایک شعر کے برابر ہوتی ہے۔ اس کے ہر مصرعے میں ۲۴ ماترائیں ہوتی ہیں۔ اس کے دو مصرعے ہوتے ہیں جو غزل کے ہم قافیہ ہوتے ہیں غزل کے ہر شعر کی طرح ہر دو ہا بھی دو مصرعوں میں ایک مکمل نظم کی حیثیت رکھتا ہے۔اس میں زیادہ تر مقامی الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے۔اور غیر مانوس الفاظ سے احتراز کیا جاتا ہے۔

یہ صنف اول شمالی ہند میں بابا فرید اور امیر خسرو کے ہاں دکھائی دیتی ہے۔
پھر دکن سے بعض صوفی شاعروں کے جلوہ دکھاتی ہے۔اس کے بعد بہت حد تک عدم التفات کا شکار ہوجاتی ہے۔ حمدیہ دوہے پورے ادب میں آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔

وکی پیڈیا پر دوہے کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے:

"Doha is a couplet consisting of two lines, each of 24 instants matras"(۱۳)

طاہر سلطانی کا حمدیہ دوہا:

اس کی دھرتی ابر دریا اور سمندر صحرا
وہ ہے مصور سب سے سندر رنگ بھرے
ہے گہرا

فرد

اس میں کل ایک بیت یا دو مصرعے ہوتے ہیں ۔ فرد اس بیت کو کہتے ہیں جس میں کوئی خاص مگر مکمل مضمون نظم کیا گیا ہو گویا فرد ایک مختصر نظم ہے جو تکمیل مضمون کے لیے اور اشعار کی محتاج نہیں۔

"اصطالح میں کسی شاعر کا کوئی ایسا تنہا شعر جو کسی نظم، غزل، قصیدہ، قطعہ یا مثنوی کا جزو نہ ہو فرد کہالتا ہے۔")۱۴(

خواجہ میر درد دہلوی کا حمدیہ فرد درج ذیل ہے: اگر نہاں ہے تو تو ہے
وگرعیاں تو ہے غرض
کہ دیکھ لیا میں جہاں تہاں
تو ہے

یاس یگانہ چنگیزی کے حمدیہ فرد

کس کے دم کی روشنی زندان آب
و گل میں ہے
کون سا تنہا نشین وحدت سرائے دل میں
ہے
بتوں کو دیکھ کے سب نےخدا کو
پہچانا
خدا کے گھر تو کوئی بندہ خدانہ
گیا

ہائیکو

یہ ایک جاپانی صنف ہے۔اس صنف کو انگریزی اور اردو دونوں میں اپنایا گیا ہے۔اس میں تین مصرعے ہوتے ہیں۔ پہال اور تیسرا مصرع چھوٹااور دوسرا بڑا ہوتا ہے۔ سہ مصرعی ہیئت میں ہائیکو اب ایک مقبول صنف سخن ہے۔اس کی ہیئت میں بھی تجربے ہوتے ہیں۔ ہائیکو کے موضوعات متنوع ہیں۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری کہتے ہیں:

"ہائیکو نامی مختصر نظم صرف تین مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے پہلے مصرع میں پانچ دوسرے میں سات اور تیسرے میں پانچ صوتی آہنگ ہوتے ہیں۔")۱۴(

اُردو شعراء نے ہائیکو کی صنف میں بھی حمدیہ اشعار لکھے ہیں۔ مالحظہ ہوں:

طاہر سلطانی

اے میرے ستار
مجھ کو بھی اب
کر دے تو
آئینہ کردار

محسن بھوپالی

یارب تیری شان
لفظوں سے ہے باال تر
کیسے کروں بیان

سرشار صدیقی

اے میرے معبود
حرف ثنا محدود
مرا
تو ہے ال
محدود

سانیٹ

سانیٹ چودہ مصرعوں کی ایک قدیم صنف ہے۔ جس کی روایت قدیم اطالوی شعراء تک پہنچتی ہے۔ا س میں ایک خیال یا جذبے کو دو ٹکڑوں میں پیش کیا جاتا ہے۔ یہ خالصتاً مغربی صنف شاعری ہے۔اردو میں پہال سانیٹ راشد نے لکھا ۔ لیکن جو سانیٹ عوام کے ساتھ شائع شدہ صورت میں آیا وہ اختر شیرانی کا تھا اس لیے اختر شیرانی کو اردو میں سانیٹ کا پہال شاعر کہا جاتا ہے۔ ابو االعجاز حفیظ صدیقی کے خیال کے مطابق:

"سانیٹ ایک مغربی صنف سخن ہے جو چودہ مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔")۱۶(

مختلف شعراء نے حمدیہ سانیٹ لکھے ہیں جن م یں سے ا یک طاہر سلطانی کا سانیٹ پیش خدمت ہے۔

طاہر سلطانی

تو ہے داتا تو ہے خالق تیرے ہی ہیں سارے
جہاں
تو ہی رہبر تو ہی منزل سب کا ہے تو
پالنہار
قادر مطلق صرف تو ہی ہے تجھ سے
ہیں یہ لیل و نہار تجھ سے
ہی ہم آس لگائیں ہم کو عطا
کر اپنی اماں

تیری عبادت کرتے ہیں ہم تیری مدد کے طالب
ہیں
سیدھا رستہ ہم کو دکھا کر بگڑے ہوئے
سب کا م بتادے امت
ہیں ہم تیرے نبی کی ہم کو عذاب سے اپنے
بچا لے
حرص و ہوس کا سایہ ہم پر، میلے
ہمارے قالب ہیں

مٹی کا اک پُتال بنا کر اس میں رب نے جاں
ڈالی
اک کے عالوہ ، حکم خدا سے سب نے
سجدہ اس کو کیا
جس نے غرور کیا تھا اس کو ، لعنت
کا اک طوق مال حکم خدا
کے ہر منکر نے ، کو اپنی قسمت
کا لی

مالک کا اس طرح کرم ہو، طاہر
ہو اور اس کا جرم
سجدوں میں ہو لذّت ایمان لب پہ دعا ہو
آنکھ بھی نم

مسمّط

مسمّط عربی زبان کے لفظ تسمیط سے مفعول ہے۔اس کے معنی دھاگے میں موتی پرونا کے ہیں۔ مسمط کی آٹھ قسمیں ہیں:

۱۔ مثلث　۲۔ مربع　۳۔ مخمس　۴۔مسدس　۵۔ مسبع　۶۔مثمن
۷۔مستع　۸۔معشر

مثلث

مثلث میں تین تین مصرعوں کے بند ہوتےہیں۔

مظفر وارثی

حمد

صبح تعریفیں، شام تعریفیں
ختم تجھ پر تمام تعریفیں
اے جہانوں کے پانے والے

ہم ترے ساری کائنات تری کس
قدر ہے رحیم ذات تری
مشکلوں سے نکالنے والے

مربع

اس میں چار چار مصرعوں کے بند ہوتے ہیں۔

پروفیسر سمیع اللہ قریشی:

حمد

وہی جو رات کو پہنائے دن کا پیراہن
جو بادلوں کو مسخر کرے فضاؤں میں
وہی جو مُردہ زمینوں کو زندگی بخشے
دوام گونجتا ہےجس کا کہکشاؤں

میں

پہاڑ گاڑے ہیں جس نے زمین کے سینے میں
اُسی کا نور زمینوں میں آسمانوں میں
وہ جس نے شان سے ہر جاندار پیدا کیا
اُسی کا حکم کہ جاری ہے سب جہانوں میں

مخمس

وہ نظم جس کا ہر بند پانچ مصرعوں پر مشتمل ہو مخمس کہالتی ہے۔

نظیر اکبر آبادی کی حمد

خدا کی ذات ہے وہ ذوالجالل واالکرام
کہ جس سے ہوتے ہیں پروردہ سب خواص و عوام
اُسی نے ارض و سمٰوت کو دیا ہے نظام
اُسی کی ذات کو ہے دائماً ثبات و قیام
قدیر و حیّ و کریم ومہیمن و منّام

مسدس

اس میں چھ چھ مصرع کا بند ہوتا ہے۔

میر ببر علی انیس کی حمد

یا رب چمن نظم کو گلزار ارم کر
اے ابر کرم خشک زراعت پہ کرم کر
تو فیض کا مبدا ہے تو جہ کوئی دم کر
گم نام کو اعجاز بیانوں میں رقم کر
جب تک یہ چمک مہر کے پر تو سے نہ جائے اقلیم
سخن میرے قلم رو سے نہ جائے

مسبع

یہ سات مصرعوں کو بند ہوتا ہے۔

مثمن

مولانا اسماعیل میرٹھی کی حمدیہ مثمن:

جمگھٹ تھا کبھی یاں حکماء و وزراء اور امراء کا
مجمع تھا یہاں علماء کا
چرچہ تھا شب و روز یہاں حمدو ثنا ذکر خدا کا
ہوتا تھا ادا خطبہ بلند کا
ایک قافلہ ٹھہرا تھا یہاں جو کچھ تھا گزر جانے میں
عزو عال کا جھونکا تھا ہوا کا

اب تو نمازی میرے باقی یہی ہیں دو تین
یا دھوپ ہے یا چاندنی یا سایہ مسکین

متسع

متسع میں نو نو مصرعوں کا بند ہوتا ہے

معشر

معشر مسمط کی آٹھویں قسم ہے ۔اس کے ہر بند میں دس مصرعے ہوتے ہیں۔

نظیر اکبر آبادی حمدیہ معشر

پہلے تو حمد خالق ارض و سما لکھوں
بعد اس کے پھر میں نعت شہہ انبیاء لکھوں
گر عمر بھر میں اس کو لکھوں تو بھی کیا لکھوں
بے انتہا ہے وہ تو غرض تا کجا لکھوں
الزم ہے اس میں طبع کو عجز آشنا لکھوں
کچھ وصف حسن کا لکھوں کچھ عشق کا لکھوں
کچھ ناز کچھ نیاز یہ فکر رسالکھوں
ہے حی میں لیلٰی مجنوں کا کچھ ماجرا لکھوں

سچ پوچھیے تو دونوں عجب کام کر گئے

معشوقی عاشقی میں غرض نام
کر گئے

حوالہ جات

1. رفیع الدین ہاشمی:”اصناف ادب“لاہور،سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۱۲ء،۲۳
2. ابوالعجاز حفیظ صدیقی:”اصناف ادب“لاہور سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء،ص۷۹
3. رشید وارثی:”مبادیات حمد“ص۱۸
4. ڈاکٹر سید یحیٰ نشیط:”اُردو میں حمدو مناجات“لاہور،فضلی بک سینٹر،س ن،ص۵۶
5. ڈاکٹر وزیر آغا:” نظم جدید کی کروٹیں“لاہور،سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۷ء،ص۲۱
6. ڈاکٹر فرمان فتح پوری:”اردو شاعری کا فنی ارتقا“لاہور،الوقار پبلی کیشنز،ص۸۹
7. مولوی نور الحسن نیئر:” نور اللغات“اسالم آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن،ص۸۷۰
8. ابوالاثر حفیظ صدیقی:”کشاف تنقیدی اصطالحات“اسالم آباد، مقتدرہ قومی زبان،ص۱۷۳
9. ڈاکٹر گیان چند جین:”اردو مثنوی شمالی ہند میں)جلداول(“ دہلی،انجمن ترقی اردو ہند،۱۹۸۷ء،ص۱۱
10. حافظ محمود شیرانی:” تنقید شعرالعجم“اورنگ آباد،انجمن ترقی اردو اورنگ آباد،ص۳۵
11. حیدر قریشی:”اردو ماہیا تحقیق و تنقید“لاہور،الوقار پبلی کیشنز،ص۶۲
12. http://wikipedia.org.2-1-22
13. ابوالعجاز حفیظ صدیقی:” کشاف تنقیدی اصطالحات“اسالم آباد، مقتدرہ قومی زبان،ص۱۳۳
14. ڈاکٹر فرمان فتح پوری:”اردو شاعری کا فنی ارتقا“ص۵۳۸

15. ابو الاثر حفیظ صدیقی: "کشاف تنقیدی اصطلاحات" اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ص۱۷۳

References

1. Rafi ud Din Hashmi: "Asnaf-e-Adab" Lahore, Sang-e-Meel Publications, 2012, P.23
2. Abu Al-Ijaz Hafeez Siddique: "Asnaf-e-Adab" Lahore, Sang-e-Meel Publications, 2012, P.79
3. Rasheed Warsi: "Mubadiyat Hamd" P.18
4. Dr. Syed Yahya Nasheet: "Urdu Main Hamd-o-Manajat" Lahore, Fazli Book Center, P.56
5. Dr. Wazir Agha: "Nazm Jadeed Ki Karwatain" Lahore, Sang-e-Meel Publications, 2007, P.21
6. Dr. Farman Fateh Puri: "Urdu Shairi ka Fani Irtiqa" Lahore, Al-Waqar Publications, P.89
7. Molvi Noor ul Hassan Nayar: "Noor ul Lughat" Islamabad, National Book Foundation, P.870
8. Abu Al-Asar Hafeez Siddique: "Kashaf Tanqeedi Istalahat" Islamabad, Muqtadra Qaumi Zuba, P.173
9. Dr. Gyan Chand Jain: "Urdu Masnavi Shamali Hind Ma" (Vol.1) Dehli, Anjuman Tarqi Urdu Hind, 1987, P.11
10. Hafiz Mahmood Sherani: "Tanqeed Shair ul Ajam" Aurangabad, Anjuman Tarqi Urdu, P.35
11. Haider Qureshi: "Urdu Mahiya Tehqeeq-o-Tanqeed" Lahore, Al-Waqar Publications, P.62
12. http://wikipedia.org.2-1-22
13. Abu Al-Ijaz Hafeez Siddique: "Kashaf Tanqeedi Istalahat" Islamabad, Muqtadra Qaumi Zuba, P.133
14. Dr. Farman Fateh Puri: "Urdu Shairi ka Fani Irtiqa" P.538
15. Abu Al-Ijaz Hafeez Siddique: "Kashaf Tanqeedi Istalahat" Islamabad, Muqtadra Qaumi Zuba, P.173